Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Qurʾānic Readings and the Theory of Contradiction: A Critical and Analytical Study of Ignaz Goldziher's Perspective

قراءاتِ قرآنیہ اور نظریہ تعارض: اجناس گولڈزیہر کے افکار کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

Authors Details

1. **Dr. Muhammad Aslam**
   Assistant Professor, Department of Basic Sciences & Humanities (Islamic Studies), University of Engineering and Technology, Lahore, Faisalabad Campus, Pakistan.
2. **Muhammad Naveed Khan** (Corresponding Author)
   PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad, Pakistan.
   Email: muhammadnaveedkhan173@gmail.com
3. **Muhammad Abubakar**
   Lecturer, KIPS College, Faisalabad Sargodha Road Campus, Faisalabad, Pakistan.

Citation

Aslam, Dr. Muhammad, Muhammad Naveed Khan and Muhammad Abubakar." Qurʾānic Readings and the Theory of Contradiction: A Critical and Analytical Study of Ignaz Goldziher's Perspective."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.3, Jul-Sep (2025): 113−125.

Submission Timeline

Received: May 09, 2025
Revised: Jun 18, 2025
Accepted: Jun 27, 2025
Published Online: Jul 11, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

© 2023 Al-Marjān Research Center.

This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL | ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE | HJRS HEC Journal Recognition System

Qurʾānic Readings and the Theory of Contradiction: A Critical and Analytical Study of Ignaz Goldziher's Perspective

قراءاتِ قرآنیہ اور نظریہ تعارض: اجناس گولڈزیہر کے افکار کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

☆ڈاکٹر محمد اسلم ☆محمد نوید خاں ☆محمد ابو بکر

Abstract

Orientalist scholarship has long sought to undermine the authenticity and divine preservation of the Qurʾān by drawing parallels with the Bible and Torah, both of which underwent textual alterations. Among the prominent figures in this discourse is Ignaz Goldziher (1850–1921), who argued that certain Qurʾānic readings (qirāʾāt) exhibit contradictions, thereby proving textual corruption within the Qurʾān. Goldziher claimed that, at times, two readings diverge to the extent that one negates the meaning of the other. This research critically examines his claim by contextualizing his arguments within the broader framework of orientalist motives, Qurʾānic studies, and Islamic scholarship on qirāʾāt. The study demonstrates that the examples presented by Goldziher do not belong to the category of authentic qirāʾāt mutawātirah, but rather fall under shādhdhah readings or even exegetical statements attributed to early companions such as ʿAbdullāh ibn ʿAbbās (RA). Through textual, historical, and methodological analysis, it is shown that Goldziher's arguments rest on weak evidence, selective interpretation, and preconceived biases against the Qurʾān. Furthermore, the diversity within authentic qirāʾāt does not amount to contradiction but rather enriches the interpretive depth of the Qurʾānic text, as recognized by classical Muslim scholars. The conclusion establishes that the Qurʾān remains free of contradiction and textual corruption, and that orientalist claims reflect methodological shortcomings rather than genuine textual issues. This study reaffirms the miraculous preservation of the Qurʾān and highlights the responsibility of the Muslim ummah to engage critically with orientalist discourse.

Keywords: Orientalists, Goldziher, Qurʾānic Readings, Qirāʾāt Mutawātirah, Qirāʾāt Shādhdhah, Textual Criticism.

تعارف موضوع

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی آخری اور جامع کتاب ہے جو پوری انسانیت کے لئے دائمی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ سابقہ آسمانی کتابیں وقت کے ساتھ تحریف کا شکار ہوئیں، لیکن قرآن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کی ضمانت دی": **إنا نحن نزلنا الذكر و إنا له لحافظون**"۔ مستشرقین نے اس اعجاز کو چیلنج کرنے کے لئے قرآن کو اپنی تحقیقات کا مرکز بنایا اور اس کے بارے میں مختلف اعتراضات

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ بنیادی علوم وانسانیات (اسلامک اسٹڈیز)، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور، فیصل آباد کیمپس، پاکستان۔

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔

☆ لیکچرر، کیپس کالج، فیصل آباد سرگودھا روڈ کیمپس، فیصل آباد، پاکستان۔

اٹھائے، تاکہ اس کی صداقت پر شکوک پیدا کئے جاسکیں۔ ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ بعض قراءات میں تضاد اور تعارض پایا جاتا ہے، جسے وہ تحریف کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اجناس گولڈ زیہر، جو مستشرقین میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے، نے یہ دعویٰ کیا کہ بعض اوقات قراءات میں اس قدر اختلاف پایا جاتا ہے کہ ایک قراءۃ دوسری کے مفہوم کو باطل کرتی ہے۔ اس مقالے میں گولڈ زیہر کے اس اعتراض کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اس کی پیش کردہ مثالیں دراصل قراءات متواترہ میں سے نہیں بلکہ قراءات شاذہ یا تفسیری اقوال میں سے ہیں، جنہیں کبھی بھی قرآن کا حصہ نہیں مانا گیا۔ اس طرح گولڈ زیہر کا اعتراض علمی و تحقیقی بنیادوں پر کمزور اور ناقابلِ اعتبار ثابت ہوتا ہے۔

مبحث اول: مستشرقین کی قرآن پر تحقیقات: گولڈ زیہر کی شخصیت و افکار اور دعویٰ تحریف و تعارض کا تاریخی پس منظر

قرآنِ کریم پر مستشرقین کی تحقیقات ہمیشہ سے شک و شبہات پیدا کرنے کی ایک منظم کوشش رہی ہیں؛ انہی میں یہودی نژاد مستشرق اجناس گولڈ زیہر نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، جنہوں نے قراءاتِ قرآنیہ میں تعارض اور تحریف کا دعویٰ پیش کیا۔ اس مبحث میں مستشرقین کی تحقیقات و مقاصد، گولڈ زیہر کی شخصیت و افکار، اور دعویٰ تحریف و تعارض کے تاریخی پس منظر کا جائزہ لیا جائے گا۔

1 . مستشرقین کی قرآن پر تحقیقات اور ان کے مقاصد کا تعارف

مستشرقین، جو مغربی سکالرز ہیں جو مشرقی مذاہب اور تہذیبوں کا مطالعہ کرتے ہیں، نے قرآن کریم کو اپنی تحقیقات کا مرکز بنایا ہے۔ ان کی تحقیقات کا آغاز نوآبادیاتی دور میں ہوا، جب یورپی طاقتوں نے مسلم دنیا پر قبضہ کرنے کے لیے علمی اور فکری حملے شروع کیے۔ ان کے مقاصد میں اسلام کو کمزور کرنا، اسے تورات اور انجیل کی طرح تحریف زدہ ثابت کرنا، اور مسلم معاشروں میں شکوک و شبہات پیدا کرنا شامل تھا۔ مثال کے طور پر، مستشرقین نے قرآن کی قراءات (Qira'at) میں موجود اختلافات کو تحریف کا ثبوت قرار دیا، حالانکہ یہ اختلافات رسم الخط اور لسانی تنوع کی وجہ سے ہیں، نہ کہ متن کی تبدیلی کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ * لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ [1]

"اور بے شک یہ ایک غالب کتاب ہے، باطل اس کے پاس نہ آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ حکیم اور قابلِ ستائش (اللہ) کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔" یہ آیت قرآن کی حفاظت کی دلیل ہے، جو مستشرقین کے دعووں کو رد کرتی ہے۔

تاریخی طور پر، مستشرقین کی تحقیقات کے پیچھے سیاسی اور مذہبی محرکات تھے۔ نوآبادیاتی دور میں، برطانیہ اور فرانس جیسے ممالک نے اسلام کو کمزور کرنے کے لیے سکالرز کو استعمال کیا۔ مثال کے طور پر، وہ قرآن کو انسانی کلام ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے تاکہ مسلم عقیدے کو ہلا سکیں۔ ایک اہم اعتراض قراءات میں تعارض کا ہے، جیسا کہ گولڈ زیہر نے پیش کیا۔ تاہم، اسلامی علمانے یہ واضح کیا ہے کہ قراءات متواتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں، جو متن کی حفاظت کو تقویت دیتے ہیں۔ مستشرقین کی تحقیقات اکثر منفی ہوتی ہیں اور قرآن کی صداقت کو چیلنج کرتی ہیں، جیسا کہ ایک مطالعے میں بتایا گیا ہے کہ ان کی آراء قرآن کی اصلیت پر تنقید کرتی ہیں۔ مزید برآں، ان کی تحقیقات کا جائزہ لیتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے کہ وہ اسلام کو مغربی اقدار کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے تھے۔

[1] Fuṣṣilat, 41:41–42.

2. گولڈزیہر کی شخصیت، افکار اور قرآنی مطالعات کا جائزہ

اجناس گولڈ زیہر (Ignaz Goldziher)، جو ۲۲ جون ۱۸۵۰ کو ہنگری میں پیدا ہوئے اور ۱۳ نومبر ۱۹۲۱ کو انتقال کر گئے، ایک یہودی نژاد مستشرق تھے جنہیں جدید اسلامی مطالعات کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ وہ بوداپسٹ، برلن، لائپزگ اور لیڈن یونیورسٹیوں سے تعلیم یافتہ تھے اور ۱۸۷۲ میں بوداپسٹ میں پرائیویٹ ڈوزنٹ بنے۔ ۱۸۷۳ میں انہوں نے سرکاری وظیفے پر شام، فلسطین اور مصر کا دورہ کیا اور الازہر میں شیوخ کے لیکچرز سنے۔ انہیں بوداپسٹ یونیورسٹی میں دیر سے تدریسی عہدہ ملا، لیکن وہ بین الاقوامی کانگریسوں میں شریک ہوتے رہے اور کئی اعزازات حاصل کیے۔ گولڈ زیہر کی علمی سرگرمیاں اسلامی تاریخ، حدیث اور قرآن پر مرکوز تھیں۔ ان کی اہم کتاب Muhammedanische Studien (Muslim Studies, ۱۸۹۰) میں انہوں نے حدیث کو تنقیدی طور پر دیکھا اور بہت سی احادیث کو بعد کی ایجادات قرار دیا۔

قرآنی مطالعات میں، گولڈزیہر نے قراءات میں اختلافات کو تناقض کا ثبوت قرار دیا۔ ان کے مطابق،

> "بعض اوقات دو قراءات کے مفہوم میں اس طرح کا تناقض اور معنوی تعارض ہوتا ہے کہ ان کے درمیان تطبیق دینا ممکن نہیں ہوتا..... بعض دفعہ ایک ہی قراءۃ ایک مفہوم کی نفی اور اس کے متضاد معنی کو ثابت کر رہی ہوتی ہے۔"[2]

یہ دعویٰ ان کی کتاب Die Richtungen der islamischen Koranauslegung سے ماخوذ ہے، جہاں انہوں نے تفسیر کی تاریخ کا جائزہ لیا۔ تاہم، یہ نقطہ نظر تعصب زدہ ہے، کیونکہ گولڈ زیہر کی یہودی شناخت اور یورپی تناظر نے انہیں اسلام کو کمزور دیکھنے پر مجبور کیا۔ ان کے جرنل Tagebuch میں انہوں نے اسلام کی تعریف کی، لیکن قرآن پر تنقید کی۔ اسلامی علما نے ان کے دعووں کو رد کیا، کیونکہ قراءات کے اختلافات لسانی ہیں اور متن کی حفاظت کو متاثر نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر، سورۃ البقرہ کی آیت ۵۸ میں "وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا" کی مختلف قراءات معنی میں اضافہ کرتی ہیں، نہ کہ تناقض۔ گولڈ زیہر کے تعصبات ان کی یہودی اصلاح پسندی اور اسلام کو یہودیت سے جوڑنے کی کوشش میں جھلکتے ہیں۔

3. قرآن میں تحریف اور تعارض کے دعووں کا تاریخی پس منظر

قرآن میں تحریف (Tahrif) کے دعووں کا تاریخی پس منظر آٹھویں صدی سے ملتا ہے، جب بعض مفسرین نے یہود و نصاریٰ کی کتابوں میں تحریف کا ذکر کیا، لیکن قرآن کی حفاظت کی ضمانت دی۔ مستشرقین نے انیسویں صدی میں یہ دعوے اٹھائے، جیسا کہ گولڈ زیہر نے قراءات کو تحریف کا ثبوت قرار دیا۔ یہ دعوے نوآبادیاتی اور سیاسی محرکات سے جڑے تھے، جہاں اسلام کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی۔ مثال کے طور پر، بعض مستشرقین نے قرآن کو تورات اور انجیل کی طرح بدلا ہوا قرار دیا، حالانکہ اسلامی روایات میں قرآن کی حفاظت متواتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ﴾ (سورۃ یونس: ۶۴)۔ اردو ترجمہ: "اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں۔" یہ آیت تحریف کی نفی کرتی ہے۔

تاریخی طور پر، شیعہ اور سنی علما نے تحریف کی تردید کی، سوائے چند افراد کے۔ مستشرقین کے اعتراضات کی ابتدا الکندی جیسے سکالرز سے ہوئی، جو قرآن میں تناقضات کا دعویٰ کرتے تھے۔ تاہم، یہ دعوے علمی نہیں بلکہ سیاسی تھے، جیسا کہ نوآبادیاتی دور میں اسلام پر حملے کا حصہ۔ اسلامی دلائل میں، عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مصاحف کی تدوین نے متن کو محفوظ کیا۔ نتیجتاً، یہ دعوے بے بنیاد ہیں اور قرآن کی حفاظت کی الٰہی ضمانت کو کمزور نہیں کر سکتے۔

---

[2] Goldziher, Ignaz. *Madhāhib al-Tafsīr al-Islāmī*. Translated by:Abd al-Ḥalīm al-Najjār.Cairo: Maktabat al-Khānjī, 1995, p.29.

مبحث دوم: قراءاتِ قرآنیہ اور نظریہ تعارض—گولڈزیہر کے دعوے کا تفصیلی تجزیہ

قراءاتِ قرآنیہ میں نظریۂ تعارض کے حوالے سے گولڈزیہر کے اعتراضات محض سطحی اور غیر مستند بنیادوں پر قائم ہیں؛ درحقیقت قراءات متواترہ کے مابین کسی قسم کے تضاد یا تناقض کا امکان ہی نہیں، بلکہ ان میں تنوع اور تغایر ہے جو قرآن کے اعجازِ بیانی اور لسانی وسعت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس مبحث میں گولڈزیہر کی پیش کردہ مثالوں، بالخصوص سورۃ الروم کی آیت ﴿غُلِبَتِ الرومُ﴾ کی قراءات کے حوالے سے ان کے دعووں کا تفصیلی تجزیہ اور محدثین ومفسرین کی آراء کی روشنی میں علمی رد پیش کیا جائے گا۔

جہاں تک قراءات متواترہ کا تعلق ہے تو منزل من اللہ ہونے کے ناطے ان کے درمیان کسی تعارض یا تناقض کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے درمیان اختلاف تنوع اور تغایر کا ہے۔ ابن قتیبۃ، ابن تیمیہ اور ابن جزری رحمہم اللہ وغیرہ نے قراءات کے اختلاف کو تین صورتوں میں منحصر کیا ہے: 1۔ لفظ مختلف ہوں، لیکن معنی ایک ہو۔ 2۔ لفظ مختلف ہوں اوران کے معنی بھی مختلف ہوں، لیکن وہ دونوں معانی ایک چیز میں جمع ہوسکتے ہوں۔ 3۔ لفظ اور معنی دونوں الگ الگ ہوں، بایں صورت کہ ایک چیز میں دونوں معانی کا اجتماع ممکن نہ ہو، لیکن کوئی دوسری چیز ایسی ہو کہ دونوں معانی میں تضاد باقی نہ رہے۔"[3]

امام ابن تیمیہ نے واضح لکھا ہے:

> لا نزاع بين المسلمين أن الحروف السبعة التي أنزل القرآن عليها لا تتضمن تناقض المعنى وتضاده[4]

> "مسلمانوں کے درمیان اس بارے میں کوئی نزاع نہیں ہے کہ حروف سبعہ جن پر قرآن نازل ہوا، ان کے معانی میں تضاد اور تعارض نہیں ہے۔"

اس سلسلہ میں گولڈزیہر نے جو مثال پیش کی ہے، زیر نظر سطور میں، اس کی حقیقت پیش کی جارہی ہے:

سورۃالروم کی آیت: ﴿ الم غُلِبَتِ الرومُ في أدنى الأرض وهُم مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سيُغْلَبون في بضع سنين ﴾[5] "رومی ایک قریب کی سرزمین میں شکست کھاگئے ہیں اور وہ شکست کھانے کے بعد آئندہ چندبرسوں میں ہی غالب آجائیں گے۔" کے ضمن میں گولڈزیہر Ignaz (Goldziher) لکھتاہے:

"ہمارے خیال میں یہاں پیش گوئی کو امید کے پیرائے میں بیان کیاگیاہے کہ رومی اب مغلوب ہوئے ہیں، امید ہے کہ کچھ عرصہ بعد وہ فتح یاب ہوگے، لیکن آیت کی یہ قراءۃ تمام قراء کے ہاں متفقہ نہیں ہے، بلکہ اکثر قراء نے اسے ﴿غُلِبَتْ﴾ کی بجائے بصیغہ معروف (غَلَبَتْ الرومُ) پڑھاہے۔ اس سے اہل روم کی اس فتح کی طرف اشارہ ہے جو شام کی سرحدوں پرانہیں عرب قبائل کے مقابلہ میں حاصل ہوئی تھی۔ اور وہ مسلمان جواس قراءۃ کو جائز سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک اس میں اسی فتح کی خبر دی گئی ہے جو وحی کے نوسال بعد مسلمانوں کو بازنطینی حکومت کے مقابلہ میں حاصل ہوئی تھی۔ ہمارے خیال میں مشہور قراءۃ اوراس قراءۃ میں بہت زیادہ معنوی تضاد اور تناقض ہے۔ مشہور قراءۃ میں فتح

---

[3] Ibn al-Jazarī, Muḥammad ibn Muḥammad. *Al-Nashr fī al-Qirāʾāt al-ʿAshr*. Cairo: Al-Maktabah al-Tijāriyyah al-Kubrā ,1:49.

[4] Ibn Taymiyyah, Taqī al-Dīn Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, Majmūʿ al-Fatāwā (Riyadh: King Fahd Complex, 1425 AH), 13: 390.

[5] Al-Qurʾān, 30:2.

سے ہمکنار ہونے والے، دوسری قراءۃ میں شکست سے دو چار ہو رہے ہیں۔ پہلی قراءۃ میں فعلِ ماضی معروف انداز میں ہے، جب کہ دوسری قراءت میں وہی مجہول کے طور پر آیا ہے؛ اس طرح ایک ہی آیت کی ان دونوں قراءتیں کے مختلف معانی باہم متناقض اور متضاد ہیں۔"[6]

اس آیت میں ایک قراءۃ ﴿غُلِبَتْ﴾ غین پر پیش اور لام پر زیر کی صورت میں، نیز ﴿ سَيَغْلِبُونَ﴾ یاء پر زبر اور لام پر زیر کی صورت میں ہے۔ یہ متواتر قراءۃ ہے اور بلاشبہ قرآن ہے۔ جبکہ دوسری قراءۃ": غَلَبَتْ "غین اور لام کی زبر کے ساتھ۔ اس کی نسبت سیدنا علی، سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور معاویہ بن ابی قرۃ کی طرف کی گئی ہے، یہ اکثر قراء کی قراءۃ ہرگز نہیں ہے، جس طرح کہ گولڈزیہر نے دعوی کیا ہے۔

جہاں تک تعلق ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابی قرہ کی طرف اس قراءۃ کی نسبت کا تو اس کی کوئی سند موجود نہیں ہے۔ جبکہ سیدنا ابو سعید خدری کی سند تو موجود ہے، جسے امام ترمذی، ابن جریر طبری، ابن ابی حاتم اور بزار نے نقل کیا ہے، لیکن یہ سند ضعیف ہے، اس میں **عطیہ العَوفی** ہے۔ امام ذہبی نے المیزان میں کہا: تابعی مشہور ہے، لیکن ضعیف ہے۔ ابو حاتم نے کہا: اس کی حدیث لکھی جاتی ہے، مگر وہ ضعیف ہے۔ ابن معین نے کہا: یہ صالح ہے۔ احمد بن حنبل نے کہا: یہ ضعیف الحدیث ہے۔ اور کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عطیہ العوفی یوں کرتا کہ کلبی کی خدمت میں حاضر ہو کر تفسیر اخذ کرتا اور اسے نام کی بجائے ابو سعید کنیت دیتا اور کہتا: قال ابو سعید اور امام ذہبی کہتے ہیں کہ اس سے یہ وہم ہوتا کہ مراد سیدنا ابو سعید خدری ہیں۔ نسائی اور ایک جماعت نے کہا: یہ ضعیف ہے۔ اس کے بعد عبد الرحمٰن مبارکپوری نے لکھا ہے: عطیہ میں تین کمزوریاں پائی جاتی ہیں: پہلی یہ کہ وہ **مدلّس** ہے، دوسری یہ کہ وہ زیادہ تر ائمہ کے نزدیک **ضعیف** ہے، اور تیسری یہ کہ وہ تفسیر **کلبی** سے لیتا اور اسے **ابو سعید** کی کنیت دیتا، پھر کہتا: عن أبي سعيد، تاکہ یہ گمان ہو کہ مراد ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ لہٰذا اس کی یہ حدیث ضعیف اور ناقابلِ قبول ہے، اور امام ترمذی کا اس کو حسن کہنا محل نظر ہے۔[7]

ہاں البتہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق سنن الترمذی میں سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ وہ آیت ((الم غلبت الروم في أدنى الأرض)) کے بارے میں کہتے ہیں: غَلَبَتْ اور غُلِبَتْ دونوں طرح پڑھا گیا ہے، کفار و مشرکین پسند کرتے تھے کہ اہل فارس روم پر غالب آ جائیں، اس لیے کہ کفار و مشرکین اور وہ سب بت پرست تھے۔ جب کہ مسلمان چاہتے تھے کہ رومی اہل فارس پر غالب آ جائیں، اس لیے کہ رومی اہل کتاب تھے، انہوں نے اس کا ذکر سیدنا ابو بکر رضی الله عنه سے کیا اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے، آپ نے فرمایا": وہ (رومی) (مغلوب ہو جانے کے بعد پھر) غالب آ جائیں گے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جا کر انہیں یہ بات بتائی، انہوں نے کہا: (ایسی بات ہے تو) ہمارے اور اپنے درمیان کوئی مدت متعین کر لو، اگر ہم غالب آ گئے تو ہمیں تم اتنا اتنا دینا، اور اگر تم غالب آ گئے (جیت گئے) تو ہم تمہیں اتنا اتنا دیں گے۔ تو انہوں نے پانچ سال کی مدت رکھ دی، لیکن وہ (رومی) اس مدت میں غالب نہ آ سکے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بھی رسول اللہ ﷺ کو بتائی۔ آپ نے فرمایا": تم نے اس کی مدت اس سے کچھ آگے کیوں نہ بڑھا دی؟ "راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ کی مراد اس سے دس (سال) تھی، ابو سعید نے کہا کہ (بضع) دس سے کم کو کہتے ہیں، اس کے بعد رومی غالب آ گئے۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿الم غُلِبَتِ الرُّومُ﴾ سے ﴿ ويومئذ يفرح المؤمنون بنصر الله ينصر من يشاء)﴾ تک کا یہی

[6] Goldziher, Ignaz. *Madhāhib al-Tafsīr al-Islāmī*. Translated by ʿAbd al-Ḥalīm al-Najjār. Cairo: Maktabat al-Khānjī, 1995, 30–31.

[7] Al-Mubarakfūrī, Muḥammad ibn ʿAbd al-Raḥmān. *Tuhfat al-Aḥwadhī bi-Sharḥ Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1410 AH, 8: 206–207

مفہوم ہے، سفیان ثوری کہتے ہیں: میں نے سنا ہے کہ وہ (رومی) لوگ ان پر اس دن غالب آئے جس دن بدر کی جنگ لڑی گئی تھی۔ (امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔)[8]

اس سند کو محدثین نے صحیح بتایا ہے، لیکن گولڈزیہر نے اس بنیاد پر تضاد اور تناقض کا سہارا لے قرآن میں جو تحریف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، وہ کئی لحاظ سے غلط ہے:

اولاً: تمام علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ شاذ قراءۃ ہے اور ممکن ہے صحابی نے اسے بطور تفسیر بیان کیا ہو اور درست قراءۃ صرف ﴿الم غُلِبَتِ الرُّومُ﴾ ہی ہے، چنانچہ امام طبری (۳۱۰ھ) نے واضح لکھا ہے: والصواب من القراءة في ذلك عندنا الذي لا يجوز غيره ﴿الم غُلِبَتِ الرُّومُ﴾ بضم الغين؛ لإجماع الحجة من القرّاء عليه.[9]

ثانیاً: قراء کرام سب کے سب (سَيَغْلِبُونَ) کو یاء پر فتحہ (زبر) کے ساتھ پڑھنے پر متفق ہیں، اور ان میں سے کسی نے بھی اسے ضمّہ (پیش) کے ساتھ نہیں پڑھا۔ پس {غَلَبَت} کو فتحہ کے ساتھ پڑھنا، اگر اس کی سند صحیح بھی مان لی جائے، تو تبھی درست ہوگا، جب {سَيُغْلَبُونَ} کو ضمّہ (پیش) کے ساتھ پڑھنا ثابت ہو، اور چونکہ یہ ثابت نہیں، اس لیے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ عقل و فہم کے تقاضے کے مطابق {غَلَبَت} کو فتحہ کے ساتھ پڑھنا باطل ہے۔ چنانچہ **امام طبری نے لکھا ہے:**

وَأَمَّا قَوْله:﴿ سَيَغْلِبُونَ ﴾ فَإِنَّ الْقُرَّاء أَجْمَعِينَ عَلَى فَتْح الْيَاء فِيهَا ، وَالْوَاجِب عَلَى قِرَاءَة مَنْ قَرَأَ :(الم غَلَبَتْ الرُّوم) بِفَتْحِ الْغَيْن ، أَنْ يَقْرَأ قَوْله (سَيُغْلَبُونَ) بِضَمِّ الْيَاء ،فَيَكُون مَعْنَاهُ : وَهُمْ مِنْ بَعْد غَلَبَتهمْ فَارِس سَيَغْلِبُهُمْ الْمُسْلِمُونَ ، حَتَّى يَصِحّ مَعْنَى الْكَلَام , وَإِلَّا لَمْ يَكُنْ لِلْكَلَامِ كَبِير مَعْنَى إِنْ فُتِحَتْ الْيَاء , لِأَنَّ الْخَبَر عَمَّا قَدْ كَانَ يَصِير إِلَى الْخَبَر عَنْ أَنَّهُ سَيَكُونُ , وَذَلِكَ إِفْسَاد أَحَد الْخَبَرَيْنِ بِالْآخَرِ.[10]

"اور جہاں تک فرمان الٰہی:﴿ سَيَغْلِبُونَ ﴾ کا تعلق ہے تو تمام قراء اس میں یاء کو فتحہ (زبر) کے ساتھ پڑھنے پر متفق ہیں۔ اور جس نے ((الم غَلَبَتِ الرُّومُ)) کو غین پر فتحہ (زبر) کے ساتھ پڑھا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ یاء پر ضمّہ (پیش) کے ساتھ ((سَيُغْلَبُونَ)) پڑھے، تاکہ اس کا مطلب یہ ہو کہ رومی اپنی فارس پر فتح کے بعد مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب ہوں گے، اس سے کلام کا مفہوم درست رہے گا، ورنہ اگر یاء کو فتحہ (زبر) کے ساتھ پڑھا جائے تو کلام کا کوئی خاص مطلب نہیں بنتا، کیونکہ جو بات گزر چکی، اس کی خبر، آنے والے زمانے کی خبر میں بدل جائے گی، اور اس طرح ایک خبر کو دوسری خبر کے ذریعے فاسد کر دیا جائے گا۔"

ثالثاً: اور اگر اس شاذ قراءۃ کو سنداً صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے، تو بھی مستشرق موصوف کا اسے قراءات قرآنیہ میں تناقض کے ثبوت میں پیش کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے، کیونکہ امت نے کبھی ایسی شاذ قراءات کو قراءات قرآنیہ میں شامل نہیں کیا، نہ یہ قرآن ہیں اور نہ ہی ان کی تلاوت جائز ہے، لیکن گولڈزیہر اس قراءۃ کو شاذ تسلیم کرنے کے باوجود قرآن میں تحریف ثابت کرنے کے لئے روایات شاذّہ اور ضعیفہ کو پیش کرنے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے، یہاں بھی اس کے فتنہ انگیز ذہن نے وہی غلطی دہرائی ہے، حالانکہ پوری امت اس بات پر متفق ہے کہ

[8] - Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā. *Sunan al-Tirmidhī*. Kitāb Tafsīr al-Qurʾān ʿan Rasūl Allāh (S), Bāb wa min Sūrat Ḥadīth no: 3193.

[9] Al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmiʿ al-Bayān ʿan Taʾwīl Āy al-Qurʾān*. Edited by ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muḥsin al-Turkī. Cairo: Dār Ḥijr, 1422 AH, 18:446–447.

[10] Ibid., 18:459.

قراءۃ شاذّہ قرآن نہیں ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذیل میں اس حقیقت پر تمام مکاتب فکر اسلامیہ کے اقوال پیش کر دیئے جائیں، تاکہ اعدائے اسلام اور مستشرقین کے لئے اعتراض کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

چنانچہ حنفی مکتبہ فکر کے عظیم امام سرخسیؒ (ت490ھ) نے قراءۃ شاذہ کے قرآن نہ ہونے پر امت کا اجماع نقل کیا ہے، لکھتے ہیں:

> **إعلم بأن الكتاب ہو القرآن المنزل على رسول الله ﷺ، المكتوب فی دفات المصاحف المنقول إلينا على الأحرف السبعة المشهورة نقلاً متو اترا؛لأن ما دون المتو اتر لايبلغ درجة العيان ولاتثبت بمثله القرآن مطلقا؛ولہذا قالت الأمة لو صلىٰ بكلمات تفرد بها ابن مسعود لم تجر صلاته؛ لأنه لم يوجد فيه النقل المتو اتروباب القرآن باب يقين وإحاطة فلاتثبت بدون النقل المتو اتركونه قر آنا** [11]

”جان لیجئے! قرآن کریم وہ کتاب ہے، جو رسول اللہ ﷺ پر اتری۔ مصاحف کے صفحات پر درج ہے۔ ہمیں مشہور سات حروف پر متواتر طریقے سے منتقل ہوئی ہے؛ چنانچہ جو تواتر سے ثابت نہیں ہے، وہ قطعیت اور عین الیقین کا درجہ نہیں پاتا اور نہ ہی ایسی روایت کے ذریعے قرآن کا ثبوت قطعی طور پر حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے علما نے کہا ہے کہ اگر کوئی آدمی عبد اللہ بن مسعود کی قراءۃ شاذہ کو نماز میں پڑھتا ہے، ایسی نماز درست نہیں ہو گی، کیونکہ اس میں نقلِ تواتر موجود نہیں ہے۔ اور جو متواتر نہیں ہے، اسے قرآن نہیں کہا جا سکتا۔“

امام زرکشیؒ نے الکیا طبریؒ کے حوالہ سے اس پر علما کا اتفاق نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

> **”القراء ة الشاذة مردودة لا يجوز إثباتها فی المصحف، وهذا لا خلاف فيه بين العلماء.“**[12]

”قراءۃ شاذّہ قابل رد ہیں، ان کو مصحف میں شامل کرنا جائز نہیں ہے اور اس باری میں علما کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔“

مالکیہ کے بہت بڑے فقیہ امام ابو الولید الباجی (ت474ھ) نے بھی متواتر کے علاوہ کسی خبر کو قرآن میں لکھنے کی ممانعت پر امت کا اجماع نقل کیا ہے۔[13] اسی طرح حافظ ابن عبد البرؒ نے قراءۃ شاذّہ کی تلاوت، اور نماز میں قراءۃ شاذّہ کی تلاوت کرنے والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت پر امتِ مسلمہ کے تمام علما کا اجماع نقل کیا ہے اور جن چند افراد نے اس سے اختلاف کیا ہے، انہیں امت کے اجماعی موقف سے منحرف قرار دیا ہے۔[14]

[11] Al-Sarakhsī, Abū Bakr Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Sahl. *Uṣūl al-Sarakhsī*. Edited by Abū al-Wafāʾ al-Afghānī.. 1: 279–280.

[12] Al-Zarkashī, Badr al-Dīn Muḥammad ibn ʿAbd Allāh. *al-Baḥr al-Muḥīṭ fī Uṣūl al-Fiqh*.Edited by ʿAbd al-Sattār Abū Ghuddah. Kuwait: Wizārat al-Awqāf wa al-Shuʾūn al-Islāmiyyah, ,1992, 1:574.

[13] Abū al-Walīd al-Bājī, Sulaymān ibn Khalaf. *Al-Muntaqā: Sharḥ al -Muwaṭṭaʾ*. Cairo: Maṭbaʿat al-Saʿādah,1332 AH, 1:244.

[14] Ibn ʿAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʿAbd Allāh. *Al-Tamhīd*. Edited by Muṣṭafā ibn Aḥmad al-ʿAlawī and Muḥammad ʿAbd al-Kabīr al-Bakrī. Morocco: Wizārat ʿUmum al-Awqāf wa al-Shuʾūn al-Islāmiyyah, 1387 AH, 8:293.

امام ابن حزمؒ قراءات شاذّہ کے عدمِ قرآن ہونے پر تمام مسلمانوں کا اتفاق واجماع نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

من العجب احتجاجكم بهذه الزيادة التى أنتم مجمعون معنا على أنها لا يحل لأحد أن يقرأ بها ولا أن يكتبها فى مصحفه.[15]

"تعجب ہے کہ تم قراءۃ شاذّہ کے اس اضافہ کو استدلال کی بنیاد بناتے ہو، حالانکہ ہمارا اور تمہارا اس بات پر اجماع ہے کہ قراءۃ شاذّہ کی تلاوت اور ان کو مصحف میں لکھنا جائز نہیں ہے۔"

نیز امام جوینیؒ (478ھ)[16]، امام سمعانی (489ھ) اور امام ابن حزمؒ (456ھ)[17] نے نہایت پر زور دلائل سے قراءۃ شاذّہ کا قرآن نہ ہونا ثابت کیا ہے اور کہا کہ اگر قراءۃ شاذّہ قرآن ہوتیں تو یقیناً اس کے ماننے والے اس کی حفاظت اور آئندہ نسلوں کی طرف منتقل کرنے کے لئے اپنی تمام مساعی بروئے کار لاتے، کیونکہ قرآن عظیم معجزہ، اسلام کے تمام اصولوں اور قوانین کا منبع اور اہل اسلام کے لئے سرمایۂ حیات ہونے کے ناطے اسی کا مقتضی تھا۔ زیدیہ کا موقف بھی یہی ہے کہ جو چیز بطریقِ آحاد منقول ہے، وہ یقیناً قرآن نہیں ہے۔[18] امامیہ شیعہ کے امام محمد بن علی بن بابویہ القمی الملقب بالصدوق (ت 381ھ) نے لکھا ہے:

إعتقادنا أن القرآن الذى أنزل الله على نبيه هو ما بين الدفتين وهو ما فى أيدى الناس، ليس بأكثر من ذلک.

"ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جو قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر نازل کیا تھا، وہ یہی ہے جو دو گتّوں کے درمیان اور لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ اس سے زیادہ نہیں تھا۔"[19]

قراءات شاذّہ کے قرآن نہ ہونے کی اہم دلیل یہ ہے کہ ان کو قبولِ عام اور تواتر حاصل نہیں ہوا۔ اگر یہ قرآن ہوتیں تو یقیناً بطریقِ تواتر منقول ہوتیں اور امت میں ان کو بھی قراءات متواترہ کی طرح قبول عام حاصل ہوتا۔ شہاب الدین القسطلانیؒ اس پر علما کا اجماع نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أجمع الأصوليون وغيرهم على أن الشاذ ليس بقرآن لعدم الصدق لفظ القرآن عليه أو شرطه وهو التواتر[20]

---

[15] Ibn Ḥazm, ʿAlī ibn Aḥmad ibn Saʿīd al-Andalusī. *Al-Muḥallā bi-l-Āthār*. Cairo: Idārat al-Ṭibāʿah al-Munīriyyah, 1348 AH, 4:255.

[16] Al-Juwaynī, ʿAbd al-Malik ibn ʿAbd Allāh ibn Yūsuf ibn Muḥammad. *Al-Burhān fī Uṣūl al-Fiqh*. Edited by Ṣalāḥ ibn Muḥammad ibn ʿUwajzah. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, , 1997, 1:257.

[17] Al-Samʿānī, Manṣūr ibn Muḥammad. *Qawāṭiʿ al-Adillah fī al-Uṣūl*. Edited by Muḥammad Ḥusayn Ismāʿīl al-Shāfiʿī. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah,1999, 1:415.

[18] Ibn Bahrān, Muḥammad ibn Yaḥyā al-Ṣaʿdī. *Al-Kāfil*. Edited by al-Murtaḍā ibn Zayd al-Maḥṭūrī. Maktabat Badr, 1422 AH, 8.

[19] Al-Ṣadūq al-Qummī. *Al-Iʿtiqādāt fī Dīn al-Imāmiyyah*. Edited by ʿIṣām ʿAbd al-Sayyid, 1993, 84.

[20] Al-Qaṣṭallānī, Shiḥāb al-Dīn. *Laṭāʾif al-Ishārāt li-Funūn al-Qirāʾāt*. Edited by ʿĀmir al-Sayyid ʿUthmān and ʿAbd al-Ṣabūr Shāhīn. Cairo: Al-Majlis al-Aʿlā li-l-Shuʾūn al-Islāmiyyah, 1972, 1:72.

تمام علمائے تفسیر، فقہ و اصول کا اس بات پر اجماع ہے کہ شاذ قراءۃ قطعا قرآن نہیں ہے، کیونکہ قرآن کے تواتر شرط ہے، عدم تواتر کی وجہ سے اس کے لئے لفظ قرآن استعمال نہیں ہو سکتا۔

رابعا: زیادہ سے زیادہ اس شاذ قراءۃ کو قرآن کی تفسیر میں پیش کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ عبد اللہ بن عباس نے اسے قرآن کی تفسیر کے طور پر پیش کیا ہے۔ اگرچہ فقہ اور تفسیر میں سندا صحیح قراءۃ شاذہ سے استدلال میں بھی علمائے اسلام میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے، فقہاء اور علمائے اصول کی ایک بڑی تعداد نے قراءات شاذّہ شرعی احکام میں حجیت کو مسترد کیا ہے، کیونکہ یہ نہ تو بطور قرآن ثابت ہیں اور نہ ہی بطور خبر واحد ثابت ہیں۔ امام غزالیؒ (505ھ)، امام جوینی (478ھ)، امام ابن حاجبؒ، ابن العربیؒ (543ھ)، امام آمدیؒ (631ھ)، ابو المظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار السمعانیؒ (489ھ)، امام ابن حزمؒ (456ھ)، امام فخر الدین رازی (605ھ) اور کئی دیگر علمائے اصول نے یہ موقف اختیار کیا ہے۔ چنانچہ امام غزالیؒ (۵۰۵ھ) نے نہایت پر زور انداز میں قراءات شاذّہ کی حجیت کا انکار کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

> "جب یہ ثابت ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف عثمانیہ کے علاوہ تمام مصاحف ختم کر دیئے تھے تو پھر قراءۃ شاذّہ کو کیسے قبول کیا جا سکتا ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ اگرچہ یہ قرآن نہیں ہیں، لیکن خبر واحد تو کم از کم ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو قبول کرنے کی بنیاد یہ تھی کہ یہ قرآن ہیں، جب ان کا قرآن ہونا باطل ٹھہرا ہے تو پھر انہیں خبر واحد کی حیثیت سے کیسے قبول کیا سکتا ہے؟"[21]

اور امام ابن حزمؒ (456ھ) نے قراۃ شاذّہ کی حجیت کے قائلین کا نہایت سختی سے رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "جب امت مسلمہ اس حقیقت پر اجماع کر چکی ہے کہ قراءات شاذّہ کو مصحف میں لکھنا اور اس کی تلاوت قطعا غلط ہے تو یہ واضح ثبوت ہے کہ اس قسم کی تمام روایات ناقابل حجت ہیں۔ جو چیز بھی رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی سے ثابت ہو گی، اسے دلیل بنانا قطعاً جائز نہیں، کیونکہ اختلاف کے وقت ذات الہی نے کتاب اللہ اور پیغمبر ﷺ کی سنت کے علاوہ کسی اور طرف رجوع کرنے کا حکم نہیں دیا، چنانچہ جس نے اختلاف کے وقت ان دو کے علاوہ کسی اور چیز کو فیصل بنایا، اس نے یقینا خدائے برتر اور پیغمبر ﷺ کی نافرمانی کی اور یہ ہمارے موقف کی کافی دلیل ہے۔"[22]

البتہ جمہور علماء نے بعض کڑی شرائط کے ساتھ قراءۃ شاذہ کی تفسیر اور فقہ میں حجیت کو تسلیم کیا ہے، مثلاً احناف کے نزدیک شرط ہے کہ وہ خبر مشہور ہو، اور مالکیہ کے نزدیک اگر راوی رسول اللہ ﷺ سے سماع کی صراحت نہ کرے تو قراءۃ شاذہ کی حیثیت قول صحابی کی ہے اور اگر سماع کی صراحت کر دے تو پھر مالکیہ کا راجح موقف یہ ہے کہ قراءۃ شاذہ بطور خبر واحد حجت ہے۔[23] اور شافعیہ کے نزدیک اگر کوئی صحیح حدیث یا قوی تر دلیل اس کے معارض ہو تو قراءۃ شاذہ حجت نہیں ہو گی، بلکہ اس اس صورت میں حدیث صحیح اور دلیل قوی پر عمل کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر راوی قراءۃ شاذّہ کے بارے میں نبی ﷺ سے سماع کی تصریح ہو تو اسے خبر واحد شمار کیا جائے گا، وگرنہ اسے راوی کی تفسیر (قول صحابی) پر

[21] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad. *Al-Mankhūl min Taʿlīqāt al-Uṣūl*. Edited by Muḥammad Ḥasan Haytū. Damascus: Dār al-Fikr, 1980, 281.
Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad. *Al-Mustaṣfā min ʿIlm al-Uṣūl*. Edited by Muḥammad Sulaymān al-Ashqar. Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1997, 1:149.
[22] Ibn Ḥazm, Abū Muḥammad ʿAlī ibn Aḥmad ibn Saʿīd al-Andalusī. *Al-Muḥallā bi-l-Āthār*. Cairo: Idārat al-Ṭibāʿah al-Munīriyyah, 1348 AH, 4:255.
[23] Ibn al-ʿArabī. *Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān*. 6:183.

محمول کیا جائے گا[24] جیسا کہ امام غزالیؒ نے بھی لکھا ہے: فلا يجوز العمل به، وإنما يجوز العمل بما يصرح الراوي بسماعه من رسول الله.[25] صرف حنابلہ کے نزدیک اس کی سند کا صحیح ثابت ہونا کافی ہے، خواہ صحابیؓ اس کی رسول اللہ ﷺ سے سماع کی صراحت کرے یا نہ کرے۔[26] مذکور دلائل کے تناظر میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب قراءۃ ((غَلَبت)) کی حیثیت صحابی کی تفسیر کی ہے۔ اور صرف حنابلہ کے نزدیک ہی اسے تفسیر میں استدلال کی بنیاد بنایا جاسکتا ہے۔

خامساً: اگر حنابلہ کے نقطہ نظر سے اسے بطور تفسیر قبول کر لیا جائے تو بھی اس میں اور متواتر قراءۃ کے درمیان کوئی تعارض و تضاد نہیں ہے۔ متواتر قراءۃ: ﴿ غُلِبَتِ ﴾ غین پر پیش اور لام پر زیر کی صورت میں، اور ﴿سَيَغْلِبُونَ﴾ یاء پر زبر اور لام پر زیر کی صورت میں ہے۔ اس میں امید کے پیرائے میں نہیں، جیسا کہ گولڈ زیہر نے کہا ہے، بلکہ وحی الٰہی کے ذریعے باقاعدہ مدت کا تعین کرتے ہوئے پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ یہ پیش گوئی کی جارہی ہے کہ رومیوں کو قریب کی سرزمین میں شکست ہوئی ہے، لیکن چند سالوں میں رومی اہل فارس پر غالب آئیں گے۔ کوئی بھی ذی شعور انسان محض اپنی امید کی پیش گوئی کے لئے کبھی زمانہ اور مدت کے تعین کی غلطی نہیں کرتا، خصوصاً ان حالات میں جبکہ اس خبر کے پورا ہونے کا دور دور تک امکان نہ ہو۔ اگر اس میں صرف امید کا اظہار ہوتا تو ابو بکر صدیق کبھی ابی بن خلف کے ساتھ شرط طے نہ کرتے۔ پھر یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور رومی اہل کتاب نے ٹھیک 9 سال کے عرصہ میں ایرانی بت پرستوں کو شکست سے دوچار کر دیا۔

اور شاذ قراءۃ (غَلَبَتْ) بصیغہ معروف اور (سيُغْلَبُونَ) بصیغہ مجہول ہے۔ اس میں ایک نئی پیش گوئی کا تذکرہ ہے کہ رومی قریب کی سرزمیں، شام کے علاقوں میں غالب آگئے ہیں اور عنقریب چند سالوں میں مسلمان رومیوں پر غالب آجائیں گے۔ پھر واقعی نو ہجری میں رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے انہیں شکست دیتے ہوئے ان کے بعض علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ یہ دوسری پیش گوئی بھی پوری ہوئی۔ اب آپ خود ملاحظہ کریں کہ متواتر اور شاذ قراءۃ میں کہاں تعارض ہے؟ قراءۃ متواترہ میں یہ پیش گوئی ہے کہ پہلے ایرانی، رومیوں پر غالب آئیں گے۔ پھر چند سالوں میں رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ بالآخر یہ پیش سچ ثابت ہوئی۔ اور شاذ قراءۃ ایک اور واقعہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اب رومیوں نے شامی علاقوں پر قبضہ کر کے بیت المقدس فتح کر لیا ہے، لیکن عنقریب مسلمان رومیوں کو شکست دے کر بیت المقدس اور دیگر شامی علاقوں کو فتح کر لیں گے۔ کوئی تناقض نہیں ہے، بلکہ دونوں قراءات میں الگ الگ واقعہ کا تذکرہ ہے متواتر قراءۃ کا موضوع روم اور ایران ہیں اور شاذ قراءۃ موضوع روم اور عرب مسلمان ہیں۔ خود گولڈ زیہر نے ان الفاظ اس مفہوم کو تسلیم کیا ہے:

" ﴿ غُلِبَتِ ﴾ کی بجائے بصیغہ معروف (غَلَبَتِ الرُّومُ) بھی پڑھا گیا ہے۔ اس میں اہل روم کی فتح کی طرف اشارہ ہے جو انہیں شام کی سرحدوں پر آباد عرب قبائل کے مقابلہ میں حاصل ہوئی تھی۔ اور بصیغہ مجہول وهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ (سيُغْلَبون) في بضع سنين" کی قراءۃ کو جو مسلمان جائز سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک اس میں اس فتح کی خبر دی گئی ہے جو وحی کے نو سال بعد نوخیز مسلم حکومت کو بازنطینی سلطنت کے مقابلہ میں حاصل ہوئی تھی۔"[27] گولڈ زیہر کا یہ اقرار اس کے فکری تضاد کی واضح مثال ہے۔

---

24 Al-Zarkashī. *Al-Baḥr al-Muḥīṭ fī Uṣūl al-Fiqh*. 1:477.
25 Al-Ghazālī. *Al-Mustaṣfā min ʿIlm al-Uṣūl*. 1:194.
26 Al-Turkī, ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muḥsin. *Uṣūl Madhhab al-Imām Aḥmad: Dirāsah Uṣūliyyah Muqāranah*. Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1996, 208.
27 -Goldziher, Ignaz. *Madhāhib al-Tafsīr al-Islāmī*. 30.

خلاصہ بحث

بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اجناس گولڈزیہر کا قراءات میں تعارض کا دعویٰ محض ایک استشراقی مفروضہ ہے جس کی کوئی معتبر علمی بنیاد نہیں۔ اس نے قراءات متواترہ اور شاذہ کے درمیان فرق کو نظرانداز کیا اور تفسیری اقوال کو بھی قراءات کے طور پر پیش کیا، حالانکہ امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ صرف متواتر قراءات ہی قرآن ہیں۔ مزید برآں قراءات کا تنوع تضاد نہیں بلکہ قرآن کی معنوی وسعت اور اعجاز کا پہلو ہے۔ گولڈزیہر کی پیش کردہ مثالیں دراصل اس کے اپنے تضادات کی نشاندہی کرتی ہیں اور اس کے تحقیقی معیار کی کمزوری کو آشکار کرتی ہیں۔ یہ مطالعہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ قرآن ہر قسم کے تحریف اور تناقض سے محفوظ ہے اور مستشرقین کے اعتراضات تعصب اور غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن کی صداقت کو مدلل انداز میں دنیا کے سامنے پیش کرے اور استشراقی افکار کا علمی جواب دے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

* Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad. *Al-Mankhūl min Taʿlīqāt al-Uṣūl*. Edited by Muḥammad Ḥasan Haytū. Damascus: Dār al-Fikr, 1980.
* Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad. *Al-Mustaṣfā min ʿIlm al-Uṣūl*. Edited by Muḥammad Sulaymān al-Ashqar. Beirut: Mu'assasat al-Risālah, 1997.
* Al-Mubārakfūrī, Muḥammad ibn ʿAbd al-Raḥmān. *Tuḥfat al-Aḥwadhī bi-Sharḥ Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1410 AH.
* Al-Qasṭallānī, Shihāb al-Dīn. *Laṭā'if al-Ishārāt li-Funūn al-Qirā'āt*. Edited by ʿĀmir al-Sayyid ʿUthmān and ʿAbd al-Ṣabūr Shāhīn. Cairo: Al-Majlis al-Aʿlā li-l-Shu'ūn al-Islāmiyyah, 1972.
* Al-Samʿānī, Manṣūr ibn Muḥammad. *Qawāṭiʿ al-Adillah fī al-Uṣūl*. Edited by Muḥammad Ḥusayn Ismāʿīl al-Shāfiʿī. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1999.
* Al-Sarakhsī, Abū Bakr Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Sahl. *Uṣūl al-Sarakhsī*. Edited by Abū al-Wafā' al-Afghānī. n.p.: n.p., n.d.
* Al-Ṣadūq al-Qummī. *Al-Iʿtiqādāt fī Dīn al-Imāmiyyah*. Edited by ʿIṣām ʿAbd al-Sayyid. n.p.: n.p., 1993.
* Al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmiʿ al-Bayān ʿan Ta'wīl Āy al-Qur'ān*. Edited by ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muḥsin al-Turkī. Cairo: Dār Ḥijr, 1422 AH.
* Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā. *Sunan al-Tirmidhī*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, n.d.
* Al-Turkī, ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muḥsin. *Uṣūl Madhhab al-Imām Aḥmad: Dirāsah Uṣūliyyah Muqāranah*. Beirut: Mu'assasat al-Risālah, 1996.
* Al-Zarkashī, Badr al-Dīn Muḥammad ibn ʿAbd Allāh. *Al-Baḥr al-Muḥīṭ fī Uṣūl al-Fiqh*. Edited by ʿAbd al-Sattār Abū Ghuddah. Kuwait: Wizārat al-Awqāf wa al-Shu'ūn al-Islāmiyyah, 1992.
* Abū al-Walīd al-Bājī, Sulaymān ibn Khalaf. *Al-Muntaqā: Sharḥ al-Muwaṭṭa'*. Cairo: Maṭbaʿat al-Saʿādah, 1332 AH.
* Goldziher, Ignaz. *Madhāhib al-Tafsīr al-Islāmī*. Translated by ʿAbd al-Ḥalīm al-Najjār. Cairo: Maktabat al-Khānjī, 1995.
* Ibn ʿAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʿAbd Allāh. *Al-Tamhīd*. Edited by Muṣṭafā ibn Aḥmad al-ʿAlawī and Muḥammad ʿAbd al-Kabīr al-Bakrī. Morocco: Wizārat ʿUmūm al-Awqāf wa al-Shu'ūn al-Islāmiyyah, 1387 AH.
* Ibn al-ʿArabī. *Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qur'ān*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, n.d.
* Ibn Bahran, Muḥammad ibn Yaḥyā al-Ṣaʿdī. *Al-Kāfil*. Edited by al-Murtaḍā ibn Zayd al-Maḥṭūrī. n.p.: Maktabat Badr, 1422 AH.

* Ibn Ḥazm, ʻAlī ibn Aḥmad ibn Saʻīd al-Andalusī. *Al-Muḥallā bi-l-Āthār*. Cairo: Idārat al-Ṭibāʻah al-Munīriyyah, 1348 AH.
* Ibn al-Jazarī, Muḥammad ibn Muḥammad. *Al-Nashr fī al-Qirā'āt al-ʻAshr*. Cairo: Al-Maktabah al-Tijāriyyah al-Kubrā, n.d.
* Ibn Taymiyyah, Taqī al-Dīn Aḥmad ibn ʻAbd al-Ḥalīm. *Majmūʻ al-Fatāwā*. Riyadh: King Fahd Complex, 1425 AH.
* Al-Juwaynī, ʻAbd al-Malik ibn ʻAbd Allāh ibn Yūsuf ibn Muḥammad. *Al-Burhān fī Uṣūl al-Fiqh*. Edited by Ṣalāḥ ibn Muḥammad ibn ʻUwayzah. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 1997.